۸۴واں باب

یثرب پر دستک

۴۶ یثرب کی مختصر تاریخ

۴۸ یہودیوں کے یثرب پر اثرات اور ایک نبی کا انتظار

۴۸ اوس اور خزرج کے درمیان جنگ بعاث

۴۹ عبداللہ بن اُبَی بن سلول

۵۰ یثرب میں اسلام کا داخلہ

۵۰ سوید بن صامت رضی اللہ عنہ، یثرب کا پہلا مسلمان

۵۲ ایاس بن معاذ رضی اللہ عنہ

۵۳ یثرب میں اسلام کا منظم طور پر داخلہ یا اقامت دین کا آغاز

۵۴ ابوامامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ اپنے پانچ ساتھیوں کے ساتھ دینِ اسلام کے پہلے نقیب

۸۴واں باب

یثرب پر دستک

یثرب کی مختصر تاریخ

یثرب [مدینہ]، مکہ سے ۳۳۰ کلو میٹر کے فاصلے پر حجاز کا ایک شہر ہے جہاں نبی ﷺ اپنے آبائی شہر، مکہ سے ہجرت کر کے تشریف لے گئے۔ یہاں یمن سے عربوں نے آکر آباد ہونا شروع کیا۔ دوسری صدی عیسوی میں یہود بھی آکر آباد ہونے لگے، یہ زمانہ قریبی علاقے فلسطین اور سینا میں یہود کے عروج کا دور تھا۔ نبی ﷺ نے اپنی نبوت کے تیرہ کامل برس مکمل کر کے ۶۲۲ء میں جب مکہ سے ہجرت کر کے اس کو اپنا مرکز بنالیا تو یہ شہر "مدینۃ النبی" یعنی نبی کا شہر کہلایا جانے لگا، جو مختصر ہو کے زبانوں پر صرف مدینہ ہی رہ گیا ہے۔

چوتھی صدی کے آغاز میں تین یہودی قبائل؛ بنو قینقاع، بنو قریظہ، اور بنو نضیر یہاں آکر آباد ہوئے، کیوں؟ کتب میں اس کی مختلف وجوہات ملتی ہیں، یہ اچھی زرخیز جگہ کی تلاش میں آئے اور اس کی شادابی اور زرخیزی نے اِن کے قدم پکڑ لیے، کہیں سے نکالے گئے اور پناہ گزیں ہوئے یا اِنھوں نے یہ جانا کہ آخری نبی کے ہجرت کر کے آنے کے مقام کی جو نشانیاں انھیں اپنی کتب میں ملتی ہیں وہ اسی مقام پر بہترین طور سے منطبق ہوتی ہیں۔ وجہ خواہ کچھ بھی ہو، انھیں یہ جگہ راس آگئی، زراعت اور صنعت و حرفت کو اُنھوں فروغ دیا، سودی کاروبار کے ذریعے اور اپنی سازشی عادتوں سے عربوں پر اپنا تسلط قایم کر لیا۔

جیسا کہ مشہور مورخ ابنِ اسحاق نے بیان کیا کہ جب یمن کا بادشاہ یثرب کے نواح سے گزر رہا تھا تو وہاں کے باشندوں نے اُس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ بادشاہ نے انتقام لینے کی غرض سے یہ فیصلہ کیا کہ تمام یثربیوں کے ہاتھ کٹوادے۔ بنو قریظہ کے ربّیوں (یہودی مذہبی لیڈروں) کی اس اطلاع پر کہ یہ بستی تو آنے والے آخری نبی کی ہجرت کا مرکز بنے گی، بادشاہ نے یثربیوں کو معاف کر دیا اور ربّیوں

کے ہاتھ پر یہودیت قبول کرلی۔ اُن کے ساتھ مکہ گیا اور ربّیوں نے کعبہ کو ابراہیمؑ کے تعمیر کردہ بیت اللہ کے طور پر تسلیم کیا اور بادشاہ کو ہدایت کی کہ وہ کعبے کی تعظیم کرے اور اس کا طواف کرے اور اُسی طرح عمرہ و حج ادا کرے جیسا کہ قریش کرتے ہیں۔ روایات کے مطابق ربّیوں نے اُس کے ہم راہ یمن جا کر وہاں کے باشندوں کو کچھ کرامات دکھائیں جن کو دیکھ کر عوام نے یہودیت کو قبول کر لیا۔

عرب میں آنے والے تاریخی عظیم سیلاب، سیلِ عرم کے بعد یمن سے دو عرب قحطانی خاندان اُوس اور خزرج یہاں منتقل ہوئے اور اُنھوں نے یہودیوں کی اس بستی میں اُن سے مفاہمت کے ساتھ پھلنا پھولنا شروع کیا۔ تاہم پانچویں صدی میں عددی اور معاشی اعتبار سے عرب اتنے بلند ہو گئے کہ انھوں نے یہود پر غلبہ پا لیا اور یہود اُن کے زیرِ تسلط ہو گئے۔ شبلی نعمانی نے عربوں کے اس غلبے کی تفصیل لکھی ہے۔ نعیم صدیقیؒ نے 'وفاالوفا' کے حوالے سے اپنی کتاب 'محسنِ انسانیت' میں بھی اس کو نقل کیا ہے کہ: "یہود کے اندر ایک عیاش رئیس فطیون نامی اٹھا۔ اُس نے جبر و قوت سے اپنا یہ حکم نافذ کر دیا کہ اُس کی حدود میں جو دلہن بھی بیاہی جائے وہ اس کے شبستانِ عیش سے گزر کر ازدواجی زندگی کے دائرے میں داخل ہو، یہود کے بگاڑ کا اس سے اندازہ کیجیے کہ انھوں نے فطیون کے اس حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیا تھا۔ آخر ایک دن اس شیطانی حکم نے عربوں کی غیرت کو چیلنج کر دیا۔ مالک بن عجلان کی بہن کی شادی ہو رہی تھی کہ عین بارات کے دن وہ بھائی کے سامنے سے پورے اندازِ بے حجابی کے ساتھ گزری۔ مالک نے ملامت کی تو اس نے کہا کہ کل جو کچھ پیش آنے والا ہے وہ اس سے زیادہ شدید۔ ہے چناں چہ مالک نے فطیون کو جا کر قتل کر دیا اور شام کی طرف بھاگ گیا۔ وہاں غسانی حکم ران ابوجبلہ کا سکہ چل رہا تھا۔ اسے یہ حالات جب معلوم ہوئے تو اس نے حملہ کیا اور بڑے بڑے یہودیوں کو قتل کیا اور اوس اور خزرج کو خلعت وانعامات سے نوازا۔ ان واقعات نے یہود کا زور توڑ دیا اور عربوں کی طاقت بڑھا دی۔

جیوش انسائکلوپیڈیا اس ساری حقیقت اور قصے کو چھپا کر یوں بیان کرتی ہے کہ اوس اور خزرج نے اپنے یہودی آقاؤں سے غداری اور بے وفائی کر کے بیرونی طاقتوں کی مدد سے کھانے کی ایک دعوت میں تمام یہودی سر برآوردہ لوگوں کا قتلِ عام کر دیا اور معاملات پر قابض و بالادست ہو گئے۔ اور یہودی اوس اور خزرج کے زیرِ نگیں ہو گئے مگر یہ کامل غلامی یا دست نگری نہ تھی، اپنے علاقوں یا

قلعوں میں یہودیوں کو اپنے معاملات طے کرنے کی کامل معاشی، معاشرتی اور سیاسی آزادی تھی۔

یہودیوں کے یثرب پر اثرات اور ایک نبی کا انتظار

اوس اور خزرج اپنے غلبے کے باوجود یہود کی علمی موشگافیوں سے بہت مرعوب تھے جس کی انتہا کا اندازہ یوں لگایا جاسکتا ہے کہ اگر کسی انصاری کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی تو وہ یہ منّت مانتا تھا کہ اگر بچہ زندہ رہا تو اسے یہودی بنایا جائے گا۔ انصار میں اپنے علم کی کمی کے پہلو سے احساس کمتری موجود تھا اور ان کی غیرت و حمیت اس پر اذیت محسوس کرتی تھی۔

اور اُن کی زبانی اکثر ایک نبی موعود کے آنے کی خبر سنتے اور ساتھ ہی یہ بھی سنتے تھے کہ وہ جلد آنے والا ہے، اُس کے آنے کی نشانیاں پوری ہو چکی ہیں اور اُن کے اس ارمان سے بھی بخوبی واقف تھے کہ اُس نبی موعود کے آنے کے بعد اُس کی تائید سے اُس کی قیادت میں یہود اپنے تمام مخالفین بشمول عربوں کو زیر کرلیں گے۔ اہلِ مدینہ کو یہود کی اِن باتوں نے ایک نئے نبی کی آمد پر اُس کے استقبال کے لیے ذہنی طور پر تیار کرلیا تھا اور عربوں کے دو قبائل اوس اور خزرج دونوں اس انتظار میں تھے کہ اُس آنے والے نبی موعود پر ایمان لانے اور اُس کی نصرت کرنے میں پہل کرکے وہ نہ صرف اپنے دوسرے ہم عصر قبیلے پر فوقیت حاصل کرلیں گے بلکہ یہود کو بھی پیچھے چھوڑ دیں گے۔

اوس اور خزرج کے درمیان جنگ بعاث

یثرب میں آباد دونوں قبیلے اوس اور خزرج چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑ کر دشمنی کی حد پر پہنچ گئے اور ہر دم باہم جنگ و جدل میں رہتے تھے۔ بنو قینقاع، بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہود ان کے باہمی تنازعے سے فائدہ اٹھاتے تھے اور جلتی پر تیل چھڑکنے کا اہتمام کرتے رہتے۔ ساتویں صدی کے آغاز، ۶۱۷ء میں [یہ وہ زمانہ ہے جب مکہ میں نبی ﷺ کی عمر مبارک ۴۸ برس ہو چکی تھی] جب ۶۲۲ء میں نبی ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر یثرب تشریف لائے تو اُس وقت اُنھیں آپس میں لڑتے مرتے ۱۲۰ برس گزر چکے تھے۔ آپ کی یثرب میں آمد سے چار یا پانچ سال ہی قبل یثرب کے اِن دونوں قبیلوں کے درمیان ایک خوں ریز جنگ ہوئی جسے جنگِ بعاث کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اِس جنگ میں بنو نضیر کے یہودیوں نے اوس کی مدد کی اور بنو قینقاع اور بنو قریظہ نے خزرج کی طرف داری کی، اِن

طرف داریوں سے یہود کا کسی قسم کا جانی مالی نقصان نہیں ہوتا تھا، اِن کا کام نفرت کے شعلوں کو بھڑکانا اور دونوں قبیلوں کو پیہم جنگ میں مصروف رکھ کے اِن کی طاقت کا زور توڑنا تھا۔ اِس جنگ میں اوس اور خزرج، دونوں قبائل کے بڑے بڑے سارے ہی سردار مارے گئے، یوں دونوں ہی جانب قیادت کا زبردست خلا پیدا ہو گیا۔ اگرچہ دونوں قبیلوں نے سخت جانی اور مالی نقصان اُٹھایا مگر بظاہر اس میں قبیلہ اوس کو فتح ہوئی یا یوں کہیے کہ اُن کا پلڑا بھاری رہا، نتیجتاً دونوں ہی قبائل جنگ سے نڈھال اور بےزار ہو گئے۔ جنگ بندی کے ایک معاہدے پر تنازعہ اگرچہ نبٹ گیا لیکن اطمینان کسی کو نہ تھا۔ دونوں قبائل کے افراد کسی ایسی لیڈر شپ کی تلاش میں تھے جو امن و امان قایم کر سکے۔

بعاث کی یہ جنگ ہجرت سے صرف پانچ سال پہلے لڑی گئی تھی جس کی غایت عائشہ رضی اللہ عنہا یوں بیان فرماتی ہیں کہ جنگ بعاث کو اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے [قدم جمانے کے] لیے برپا کرایا تھا، چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو قحطانیوں کے بیش تر معززین اور رؤسا قتل ہو چکے تھے اور انصار بہت ہی خستہ حال ہو چکے تھے۔ گویا یہ جنگ انصار کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے [کی راہ ہم وار کرنے] کے لیے برپا ہوئی تھی۔

عبداللہ بن اُبَی بن سلول

عبداللہ بن اُبَی بن سلول جسے ابنِ سلول کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا ایک چالاک خزرجی سردار تھا، اوس کے ساتھ ایک جنگ میں جسے جنگِ فجار (fidjar) کہا جاتا ہے، اِس نے پہلے روز شرکت کی اور دوسرے روز لڑائی میں شامل نہ ہوا اور پھر بعد میں اوپر مذکورہ جنگِ بعاث (۶۱۷ء) میں بھی یہ شامل نہ ہوا اور وجہ اس کی یہ بیان کی جاتی ہے کہ وہ اپنے خزرجی بھائیوں کو دشمن قبیلہ اوس کے طرف دار یہود کے پکڑے گئے قیدیوں کو قتل کرنے سے منع کر رہا تھا اور اس جھگڑے میں ایک ایسی نوبت آئی کہ ابنِ سلول قتل کر دیا جاتا مگر بنو قینقاع کے یہودیوں کی مدد سے اس کی جان بچ گئی۔ خود اس کا کہنا تھا کہ مجھے یہود کے ۳۰۰ مسلح سواروں اور ۴۰۰ غیر مسلح پیادوں کی اعانت حاصل تھی جو اس کی ہر دشمنِ جان سے حفاظت کر رہے تھے۔ جنگ بعاث میں دونوں جانبین کے سرداروں کے مارے جانے کے بعد یہ ایک ایسی شخصیت کے روپ میں ابھرا جو جنگ سے نفرت اور امن سے پیار کرنے والا ہے اور اُسے اپنے قبیلے کے ساتھ یہود کی بھی بڑی حمایت حاصل تھی۔ ابنِ سلول (عبداللہ

بن اُبی) کی سخن سازیوں، چکنی چپڑی باتوں اور قائدانہ صلاحیتوں اور یہود کی پشت پناہی نے اس کو مدینہ کے بسنے والے تمام (جنگ سے نڈھال اور بے زار امن کے متلاشی) عربوں اور یہود کو اس پر آمادہ کر لیا کہ وہ اس کو اپنا بادشاہ بنالیں اس کی تاج پوشی کی تیاریاں ہونے لگیں، مدینہ کے ان حالات سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو پیدا کرنے سے قبل ہی وہ حالات پیدا کر دیے تھے کہ وہ اپنی بعثت کے بعد ایک اسلامی اسٹیٹ بالفعل قایم کر کے دکھا سکے۔ مکہ میں دعوت کے لیے جتنی مشکلات تھیں مدینہ میں اتنی ہی آسانیاں، مدینہ کی زمین آنے والے نبی کے لیے یہود کی ریشہ دوانیوں اور اوس و خزرج کے آپس کے جھگڑوں نے اس طرح تیار کر دی تھی کہ جونہی اسلام کے سفیروں اور نقیبوں نے اللہ کا کلمہ بلند کیا لوگ ایک اللہ کو ماننے کے لیے ٹوٹ پڑے۔

یثرب میں اسلام کا داخلہ

یثرب میں اسلام مکی دور کے وسط میں [سن ۷ نبوی کے آس پاس] داخل ہو گیا تھا، خاص یثرب کی بستی میں جن پہلی دو سعید روحوں کو اسلام کی سعادت نصیب ہوئی، وہ خوش نصیب تھے **سوید بن صامت رضی اللہ عنہ اور ایاس بن معاذ رضی اللہ عنہ**۔ غالب گمان یہ ہے کہ اِن دو حضرات کے ذریعے یثرب اور اُس کے نواح کے لوگ اسلام کی آمد سے مطلع ہوئے، چناں چہ نواحی علاقے سے **ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ** اور **عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ** نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی۔ اِنسانیت کے اِن دونوں عظیم محسنوں کا تذکرہ ۸۳ ویں باب میں نسبتاً تفصیل سے ہو چکا ہے۔

سوید بن صامت رضی اللہ عنہ، یثرب کا پہلا مسلمان

اللہ تعالیٰ نے مدینہ کے جس اوّلین فرد کو نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کا شرف بخشا وہ سوید بن صامت رضی اللہ عنہ تھے، یہ قبیلہ اوس سے تھے اور سلسلہ نسب یہ تھا: سوید بن صامت بن عطیہ بن حوط بن حبیب بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس۔ یہ اپنی قوم کے معزز ترین لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ وہ اپنے علم اور صلاحیتوں کی بنا پر الکامل کہلاتے تھے۔ یثرب میں مقیم، سوید بن صامت شاعر تھے۔ گہری سوجھ بوجھ کی وجہ سے دانش ور جانے جاتے تھے۔ وہاں کے لوگوں نے اِن کی فکر میں پختگی، شعر گوئی اور شرف و نسب کی وجہ ہی سے ان کو کامل کا لقب دیا تھا۔

مکہ میں، جس طرح حکمتِ لقمان کی دھوم تھی، یثرب میں ویسے ہی سویدؓ مشہور تھے۔ شعرا نے ان کی زندگی اور خوب صورت اطوار کو نظم کیا تھا۔ حافظ ابن کثیرؒ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ سویدؓ بن صامت کی والدہ ماجدہ عبدالمطلب کی والدہ سلمیٰ بنت عمرو کی بہن تھیں۔ سلمیٰ خود اپنے وقت کی حسین اور دانش ور خاتون مشہور تھیں، یقین کیا جاسکتا ہے کہ ایسی ہی اُن کی بہن، سویدؓ کی والدہ رہی ہوں اور سویدؓ کو ذہانت و فطانت اپنے ننھیال سے ملی ہو۔ اس رشتے سے سویدؓ بن صامت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا جناب عبدالمطلب کے خالہ زاد بھائی ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے بھی اپنی کتاب " محاضرات سیرت صلی اللہ علیہ وسلم " میں انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق والے شخص کے بطور پیش کیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی ملاقات جنگ بعاث سے قبل کسی حج یا عمرہ کے لیے مکہ تشریف لانے کے موقع پر ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں اسلام کی دعوت دی۔ قرآن کے بارے جو کچھ سُنا تھا، اُس کے حوالے سے کہنے لگے کہ غالباً آپؐ کے پاس جو کچھ ہے ویسا ہی کلام میرے پاس بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ تمھارے پاس کیا ہے؟ سوید نے کہا: حکمتِ لقمان۔ آپؐ نے کہا کہ کچھ سُناؤ، انھوں نے پیش کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یقیناً یہ کلام عمدہ ہے، مگر میرے پاس جو کچھ ہے وہ اس سے بہتر ہے۔ وہ قرآن ہے جو اللہ نے مجھ پر نازل کیا ہے۔ وہ ہدایت اور نور ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں قرآن پڑھ کر سنایا اور اسلام کی دعوت دی۔ انھوں نے اسلام قبول کر لیا اور بولے: یہ تو بہت ہی اچھا کلام ہے۔ اس کے بعد وہ مدینہ پلٹ کر آئے ہی تھے کہ جنگ بُعاث سے قبل اوس و خزرج کے درمیان ایک جھڑپ میں قتل کر دیئے گئے۔ اِن کے قبولِ اسلام کی تفصیلات نہیں ملتی ہیں اور نہ ہی یہ کہ انھوں نے مدینہ میں اشاعتِ اسلام کے لیے کوئی مہم چلائی ہو اُس کا تذکرہ ملتا ہے۔ جنگ بعاث ہجرت سے پانچ سال قبل ہوئی تھی یعنی سن ۸ نبوی کے قریب، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ سن ۷ نبوی کے قریب، آگے یا پیچھے مکی دورِ نبوت کے وسط میں مکہ تشریف لائے اور واپس مدینہ پہنچتے ہی اپنے خالق و مالک کے پاس واپس چلے گئے۔

اگرچہ قدیم سیرت نگاروں نے اس موقع پر ان کے مسلمان ہونے کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اُن کے بیانات سے بس یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملاقات کے بعد واپس مدینہ لوٹ گئے اور نامعلوم وجوہ کی

بناپر خزرج کے ہاتھوں قتل ہوگئے۔ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ جب اُن کے مرنے کے بعد اس کی قوم کے لوگوں سے دریافت کیا گیا تو انھوں نے بتایا کہ وہ قتل ہونے سے پہلے مسلمان ہو گیا تھا، تاہم دوبارہ مکہ لوٹ کر نہیں جاسکا تھا۔ [دیکھئے تاریخ ابن کثیرؒ: جلد ۱ ص ۱۵۹]۔

ایاس بن معاذ رضی اللہ عنہ

انھی ایام یعنی جنگ بعاث سے قبل [سن ۷ نبوی کے آس پاس] قبیلہ اوس کے کچھ لوگوں کا ایک وفد انس بن رافع کی قیادت میں مکہ آیا، تاکہ قریش مکہ سے قوم خزرج کے مقابلے میں حلف و تعاون کے لیے معاہدہ کیا جاسکے۔ اس وقت یثرب میں ان دونوں قبیلوں کے درمیان عداوت کی آگ بھڑک رہی تھی اور اوس کی تعداد خزرج سے کم تھی اور وہ مدد کے طالب تھے۔ یہ لوگ اوس کے قبیلے بنو عبد لاشہل سے تعلق رکھتے تھے۔ اِس وفد میں ایک نوجوان ایاسؓ بن معاذ بھی شامل تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو وفد کی آمد کا علم ہوا تو آپؐ ان کے پاس دعوت دین لے کر پہنچ گئے۔ ان کے درمیان تشریف فرما ہوئے اور اُن کو یوں خطاب فرمایا کہ لوگو! آپ جس مقصد کے لیے تشریف لائے ہیں کیا اس سے بہتر چیز قبول کر سکتے ہیں؟ میرے پاس جو چیز ہے وہ اس سے بہتر ہے جس کی تلاش میں تم لوگ یہاں تک آئے ہو۔ ان سب نے کہا: وہ کیا چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں، اللہ نے مجھے اپنے بندوں کے پاس اس بات کی دعوت دینے کے لیے نبی بنایا ہے کہ وہ صرف ایک اللہ ہی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اللہ نے مجھ پر کتاب بھی اتاری ہے، الغرض آپؐ نے اسلام کو اُن کے سامنے پیش کیا اور پھر رسول اللہ ﷺ نے انھیں قرآن کی کچھ آیات تلاوت کر کے سنائیں۔

ایاس بن معاذ بولے: دوستو، اللہ کی قسم! یہ اس سے بہتر ہے جس کے لیے ہم لوگ یہاں آئے ہیں، لیکن وفد کے ایک رکن ابوالحسیر انس بن رافع نے ایک مٹھی مٹی اٹھا کر ایاس کے منہ پر دے ماری اور بولا: یہ چھوڑو! میری عمر کی قسم! ہم یہاں اس کے بجائے کسی اور ہی مقصد سے آئے ہیں۔ یہ سن کر ایاس خاموش ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ وہاں سے واپس تشریف لے گئے۔ جب یہ لوگ مدینہ پہنچے تو اس کے بعد جنگ بعاث شروع ہوئی جس میں ایاس بھی قتل ہو گئے۔ وہ اپنی وفات کے وقت تہلیل و تکبیر اور حمد و تسبیح کر رہے تھے، اس لیے لوگوں کو یقین ہے کہ ان کی وفات اسلام پر ہوئی۔

حافظ ابن کثیرؒ محمد بن لبیہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ جب انھوں نے ایاس بن معاذ کے بارے میں اس کی قوم سے پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ وہ قتل ہونے سے قبل اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل کیا کرتا تھا اور انھیں اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ مرنے سے پہلے مسلمان ہو گیا تھا (دیکھئے: تاریخ ابن کثیر: جلد ۱ ص ۱۶۰) مزید برآں اکبر شاہ نجیب آبادیؒ اپنی تاریخ میں ابن ہشام کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ایاس بن معاذ مرنے سے پہلے اسلام قبول کر چکا تھا اور یہ کہ اس نے اپنے ایمان کا اظہار بھی فرمایا۔ [دیکھیے تاریخ اسلام از اکبر شاہ نجیب آبادی۔ جلد ۱، ص: ۱۳۶]

یثرب میں اسلام کا منظم طور پر داخلہ یا اقامت دین کا آغاز

رحمت الٰہی آخر کار جوش میں آئی، مؤمنین نے جب ایمان پر صبر و استقامت کا ثبوت اللہ کو پہنچا دیا تو نبوت کے گیارہویں برس کے اختتام پر موسم حج (جولائی ۶۲۰ء) میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے تحریکِ اسلامی کو اقامتِ دین کی جدوجہد میں کامیابی کی جانب ایک زبردست جست لگانے کا موقع عطا فرما دیا۔ جس کو اللہ کے نبیؐ اور اُن کے ساتھیوں نے بصد صبر و شکر تھام لیا اور تبلیغِ دین کے درمیان طلوع ہونے والا انقلاب آفریں لمحہ، زمین پر خاتم النبیّن ﷺ کے ہاتھوں اسلامی ریاست کی داغ بیل ڈال گیا۔ اہلِ ایمان نے برسوں سے جاری جور و ستم کی گھٹن سے، حرمِ کعبہ نے بتوں کی غلاظت سے اور زمین نے اپنے سینے پر دندنانے والے متکبر سردارانِ مشرکین سے نجات پائی۔ یہاں تک کہ تاریخ ایک موڑ مڑ گئی۔

سردارانِ قریش رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانے اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے کے لیے ہر دم آپؐ کا پیچھا کرتے اور جو بھی آپؐ سے ملتا، اُس کو آپ کے بارے میں جھوٹی باتیں بتاتے۔ چناں چہ دورانِ حج آپؐ کی تبلیغی حکمت یہ ہوتی تھی کہ رات کی تاریکی میں اس احتیاط سے قبائل کے پاس تشریف لے جاتے کہ مشرکینِ مکہ کو آپ کے نکلنے کا علم ہی نہ ہو اور وہ رکاوٹ نہ ڈال سکیں۔ آیندہ سال سنہ ۱۱ نبوت میں اسی تدبیر کے مطابق ایک رات آپ ﷺ ابو بکر اور علی رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے کر دعوتی مہم پر حاجیوں کے خیموں کی جانب نکلے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے یہ اہل مدینہ کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے باقاعدہ رابطے کے لیے پہلا قدم تھا۔ جب یثرب سے آنے والے کچھ حجاج

کرام کے ساتھ محمد ﷺ کی ملاقات ہوئی۔ان لوگوں کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا۔ ہوا یوں کہ جب آپ بنو ذُہل اور بنو شیبان بن ثعلبہ کے خیموں [قیام گاہوں] پر سے گزرے تو ان کے سامنے اسلام پیش کیا، انھوں نے باتیں تو ہمت افزا کیں، لیکن اسلام قبول نہ کیا۔ اس موقع پر ابو بکر رضی اللہ عنہ اور بنو ذُہل کے ایک فرد کے درمیان سلسلہ نسب کے حوالے سے بڑی دل چسپ ماہرانہ گفتگو بھی ہوئی، کیوں کہ دونوں ہی ماہر انساب تھے۔

یثرب میں اسلام داخل ہوتا ہے

ابو امامہ اسعد بن زرارہؓ اپنے پانچ ساتھیوں کے ساتھ دینِ اسلام کے پہلے نقیب

بنو ذُہل اور بنو شیبان کے لوگوں سے بات چیت کے بعد آپ عرفات کی جانب بڑھتے ہوئے منیٰ کی گھاٹی سے گزرے تو عقبہ کے مقام پر کچھ لوگوں کو محوِ گفتگو پایا۔ آپ ﷺ اُن کے پاس آئے، یہ یثرب سے آئے ہوئے چھ خزرجی جوان تھے۔ قدرت نے اِنھیں تاریخ کا دھارا موڑنے کے لیے چُنا تھا۔ یہ چھ لوگ؛ ابو امامہ اسعد بن زرارہؓ، عوف بن حارثؓ، رافع بن مالکؓ، قطبہ بن عامرؓ، عقبہ بن عامرؓ اور حارث [یا جابر] بن عبداللہ بن رئابؓ تھے۔

آپ ﷺ نے قریب جا کر ان کا حال دریافت کیا اور کہیں بیٹھ کر گفتگو کرنے کو کہا۔اس پر یہ لوگ راضی ہوگئے۔ آپؐ نے دریافت کیا کہ آپ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: ہم قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کا مطلب ہے کہ یہود کے حلیف؟ بولے: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے ان کے سامنے توحید کی دعوت اور اسلام کی حقیقت بیان فرمائی۔ انھیں ایک الٰہ واحد کی طرف پلٹ آنے کی دعوت دی اور قرآن سُنایا۔ انھوں نے مشورہ کیا اور آپس میں کہنے لگے کہ یہ تو وہی نبی معلوم ہوتے ہیں جن کی خبریں سُنا سُنا کر یہود ہمیں دھمکیاں دیا کرتے ہیں۔ لہٰذا ہمارے لیے یہی بہتر ہے کہ یہود سبقت نہ کرنے پائیں، اس گفتگو کے بعد انھوں نے اُسی وقت رسول اللہ ﷺ کی بات قبول کر لی اور دائرہ ایمان میں داخل ہوگئے۔

یہ لوگ عظیم دانش ور تھے کہ اُس بات کو پا گئے جو گزشتہ گیارہ سالوں سے عرب کے

متکبر سیاسی و مذہبی اجارہ دار نہیں سمجھ پا رہے تھے۔ اللہ نے اِن پر رحم کیا اور اعزاز بخشا کہ یہ تا قیامت مدینہ کو اسلامی ریاست بنانے والے اوّلین سپاہی کہلائیں۔ چند ہی سال پہلے جنگِ بعاث گزر چکی تھی، جس سے ماحول میں ایک حبس تھا، اس جنگ نے انھیں توڑ کے رکھ دیا تھا۔ اُنھوں نے بجا طور پر یہ پیش بینی کی کہ اللہ کی اطاعت اور توحید کی دعوت، جنگ کے خاتمے کا باعث بنے گی۔ چناں چہ انھوں نے کہا کہ ہم اپنی قوم کو اس حالت میں چھوڑ کر آئے ہیں کہ کسی اور قوم کے درمیان آپس میں ویسی عداوت و دشمنی نہیں ہوتی۔ چہ عجب کہ اللہ، آپ ﷺ کے ہاتھوں ہمیں شیر و شکر کر دے۔ ہم وہاں جا کر لوگوں کو آپ ﷺ کی دعوت کی طرف بلائیں گے اور جس دینِ اسلام کو ہم نے قبول کیا ہے اپنے ہم قوموں پر بھی پیش کریں گے، اگر اللہ نے آپؐ کے ذریعے متحد کر دیا تو پھر آپؐ سے بڑھ کر کوئی اور معزز نہ ہو گا۔ جب یہ لوگ اسلام کی روشنی لے کر مدینہ واپس پہنچے تو وہاں رسول اللہ ﷺ کا چرچا ہر در و بام میں ہونے لگا۔

☆☆☆☆☆

بارہواں سالِ نبوت

بیعت عقبہ اولیٰ کا سال [آغاز یکم محرم تا اختتام ذوالحجہ]

سال کے اختتام پر یثرب سے بارہ افراد کا وفد نبی ﷺ کی خدمت میں

بارہواں سالِ نبوت: ۶/ اگست ۶۲۰ء بروز بدھ سے ۲۵/ جولائی ۶۲۱ء بروز ہفتہ تک		
۸۵واں باب: ایک بار پھر سبق دہرائیں	۵۹	سُوْرَةُ الرَّعْدِ
۸۶واں باب: مکی زندگی کے آخری دور میں نزولِ قرآن	۷۷	
۸۷واں باب: علیٰ ملت ابراھیم حنیفا	۸۹	سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْم
۸۸واں باب: دل شکستہ نہ ہو اور بڑھے چلو	۱۱۱	سُوْرَةُ الْحِجْر
۸۹واں باب: اللہ اپنے بندے کو لے گیا!	۱۴۱	
۹۰واں باب: بیعت عقبہ اولیٰ	۱۵۷	

اس صفحے کی پشت پر سن ۶۲۰عیسوی کا کیلنڈر دیا گیا ہے۔اس شمسی سال کے ابتدائی سات ماہ سے زاید عرصے میں نبوت کا گیارہواں سال جاری رہا [۵/ اگست ۶۲۰ء تک]۔اِن ہی بقایا ایّام کے دوران وہ حج کا مہینہ [۷ جولائی تا۵اگست ۶۲۰ء] آیا جس میں یثرب سے آنے والے چھ افرد نے ایمان قبول کیا تھا۔

یثرب سے آنے والے جن چھ افراد نے گزشتہ برس اسلام کو قبول کیا تھا اُنھوں نے واپس جا کر اپنے شہر میں اسلام کا چرچا کر دیا، وہاں کے باشندوں نے اسلام تو قبول نہیں کیا لیکن، جیسا کہ وہ یہودیوں کی زبانی ایک عرصے سے ایک آنے والے نبی کا تذکرہ سن رہے تھے۔جب مکہ میں ایک نبی کی آمد کا چرچا ہوا تو قدرتی طور پر اُن میں اِس نبی کو دیکھنے اور اُس کو جاننے کا شوق پیدا ہو گیا۔اہم ترین بات یہ تھی کہ مکہ یا طائف کی مانند کسی قسم کے مخالفانہ جذبے نے سر نہیں اُٹھایا۔پچھلے سال ایمان لانے والے چھ افراد نے سات مزید افراد کو اِس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس چل کر اُن کی بات سُنیں۔حج قریب آیا اور جانے کا وقت ہوا، تو اِن چھ میں سے پانچ اور سات نئے [کل ملا کر بارہ] افراد مکہ روانہ ہو گئے۔اِن لوگوں نے آپ سے عرفات اور منیٰ کے درمیان ایک عقبہ نامی گھاٹی میں ۲۷ جون تا ۲۵ جولائی ۶۲۱ء کے دوران کسی رات ملاقات کی اور آپ ﷺ سے بیعت کی، جس کا تذکرہ آپ ۸۹ویں باب میں پڑھیں گے۔

سنہ ۶۲۰ عیسوی کا جولین کلینڈر [اِس برس کے دوران تاریخِ عالم ایک موڑ مڑنے کے لیے تیار ہو گئی]

	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	
جنوری			1 ۱۹	2 ۲۰	3 ۲۱	4 ۲۲	5 ۲۳	6 ۲۴	7 ۲۵	8 ۲۶	9 ۲۷	10 ۲۸	11 ۲۹	12 ۳۰	13 جمادیٰ	14 ۲	15 ۳	16 ۴	17 ۵	18 ۶	19 ۷	20 ۸	21 ۹	22 ۱۰	23 ۱۱	24 ۱۲	25 ۱۳	26 ۱۴	27 ۱۵	28 ۱۶	29 ۱۷	30 ۱۸	31 ۱۹					جمادی۲
فروری						1 ۲۰	2 ۲۱	3 ۲۲	4 ۲۳	5 ۲۴	6 ۲۵	7 ۲۶	8 ۲۷	9 ۲۸	10 ۲۹	11 رجب	12 ۲	13 ۳	14 ۴	15 ۵	16 ۶	17 ۷	18 ۸	19 ۹	20 ۱۰	21 ۱۱	22 ۱۲	23 ۱۳	24 ۱۴	25 ۱۵	26 ۱۶	27 ۱۷	28 ۱۸	29 ۱۹				رجب
مارچ							1 ۲۰	2 ۲۱	3 ۲۲	4 ۲۳	5 ۲۴	6 ۲۵	7 ۲۶	8 ۲۷	9 ۲۸	10 ۲۹	11 ۳۰	12 شعبان	13 ۲	14 ۳	15 ۴	16 ۵	17 ۶	18 ۷	19 ۸	20 ۹	21 ۱۰	22 ۱۱	23 ۱۲	24 ۱۳	25 ۱۴	26 ۱۵	27 ۱۶	28 ۱۷	29 ۱۸	30 ۱۹	31 ۲۰	شعبان
اپریل			1 ۲۱	2 ۲۲	3 ۲۳	4 ۲۴	5 ۲۵	6 ۲۶	7 ۲۷	8 ۲۸	9 ۲۹	10 ۳۰	11 رمضان	12 ۲	13 ۳	14 ۴	15 ۵	16 ۶	17 ۷	18 ۸	19 ۹	20 ۱۰	21 ۱۱	22 ۱۲	23 ۱۳	24 ۱۴	25 ۱۵	26 ۱۶	27 ۱۷	28 ۱۸	29 ۱۹	30 ۲۰						رمضان
مئی					1 ۲۱	2 ۲۲	3 ۲۳	4 ۲۴	5 ۲۵	6 ۲۶	7 ۲۷	8 ۲۸	9 ۲۹	10 شوال	11 ۲	12 ۳	13 ۴	14 ۵	15 ۶	16 ۷	17 ۸	18 ۹	19 ۱۰	20 ۱۱	21 ۱۲	22 ۱۳	23 ۱۴	24 ۱۵	25 ۱۶	26 ۱۷	27 ۱۸	28 ۱۹	29 ۲۰	30 ۲۱	31 ۲۲			شوال
جون	1 ۲۳	2 ۲۴	3 ۲۵	4 ۲۶	5 ۲۷	6 ۲۸	7 ۲۹	8 ذوالقعدہ	9 ۲	10 ۳	11 ۴	12 ۵	13 ۶	14 ۷	15 ۸	16 ۹	17 ۱۰	18 ۱۱	19 ۱۲	20 ۱۳	21 ۱۴	22 ۱۵	23 ۱۶	24 ۱۷	25 ۱۸	26 ۱۹	27 ۲۰	28 ۲۱	29 ۲۲	30 ۲۳								ذوالقعدہ
جولائی			1 ۲۴	2 ۲۵	3 ۲۶	4 ۲۷	5 ۲۸	6	7 ذی الحج	8 ۲	9 ۳	10 ۴	11 ۵	12 ۶	13 ۷	14 ۸	15 ۹	16 ۱۰	17 ۱۱	18 ۱۲	19 ۱۳	20 ۱۴	21 ۱۵	22 ۱۶	23 ۱۷	24 ۱۸	25 ۱۹	26 ۲۰	27 ۲۱	28 ۲۲	29 ۲۳	30 ۲۴	31 ۲۵					ذی الحج
اگست						1 ۲۶	2 ۲۷	3 ۲۸	4 ۲۹	5 ۳۰	6 محرم	7 ۲	8 ۳	9 ۴	10 ۵	11 ۶	12 ۷	13 ۸	14 ۹	15 ۱۰	16 ۱۱	17 ۱۲	18 ۱۳	19 ۱۴	20 ۱۵	21 ۱۶	22 ۱۷	23 ۱۸	24 ۱۹	25 ۲۰	26 ۲۱	27 ۲۲	28 ۲۳	29 ۲۴	30 ۲۵	31 ۲۶		محرم
ستمبر		1 ۲۷	2 ۲۸	3 ۲۹	4 صفر	5 ۲	6 ۳	7 ۴	8 ۵	9 ۶	10 ۷	11 ۸	12 ۹	13 ۱۰	14 ۱۱	15 ۱۲	16 ۱۳	17 ۱۴	18 ۱۵	19 ۱۶	20 ۱۷	21 ۱۸	22 ۱۹	23 ۲۰	24 ۲۱	25 ۲۲	26 ۲۳	27 ۲۴	28 ۲۵	29 ۲۶	30 ۲۷							صفر
اکتوبر				1 ۲۸	2 ۲۹	3 ربیع۱	4 ۲	5 ۳	6 ۴	7 ۵	8 ۶	9 ۷	10 ۸	11 ۹	12 ۱۰	13 ۱۱	14 ۱۲	15 ۱۳	16 ۱۴	17 ۱۵	18 ۱۶	19 ۱۷	20 ۱۸	21 ۱۹	22 ۲۰	23 ۲۱	24 ۲۲	25 ۲۳	26 ۲۴	27 ۲۵	28 ۲۶	29 ۲۷	30 ۲۸	31 ۲۹				ربیع۱
نومبر							1	2 ربیع الثانی	3 ۲	4 ۳	5 ۴	6 ۵	7 ۶	8 ۷	9 ۸	10 ۹	11 ۱۰	12 ۱۱	13 ۱۲	14 ۱۳	15 ۱۴	16 ۱۵	17 ۱۶	18 ۱۷	19 ۱۸	20 ۱۹	21 ۲۰	22 ۲۱	23 ۲۲	24 ۲۳	25 ۲۴	26 ۲۵	27 ۲۶	28 ۲۷	29 ۲۸	30 ۲۹		ربیع۲
دسمبر		1 ۳۰	2 جمادیٰ	3 ۲	4 ۳	5 ۴	6 ۵	7 ۶	8 ۷	9 ۸	10 ۹	11 ۱۰	12 ۱۱	13 ۱۲	14 ۱۳	15 ۱۴	16 ۱۵	17 ۱۶	18 ۱۷	19 ۱۸	20 ۱۹	21 ۲۰	22 ۲۱	23 ۲۲	24 ۲۳	25 ۲۴	26 ۲۵	27 ۲۶	28 ۲۷	29 ۲۸	30 ۲۹	31 ۳۰						جمادی۱

اوپر آپ سنہ ۶۲۰ء کا جولین کیلنڈر دیکھ رہے ہیں۔ اوپر آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ۷ جولائی کو ذی الحج کا مہینہ شروع ہوا اور ۵ اگست اِس کی آخری تاریخ تھی، یہی وہ مبارک ایّام تھے جن میں یثرب سے آئے ہوئے وہ اوّلین چھ لوگ ملے، جنھوں نے ایمان کی دعوت پر لبّیک کہا اور پھر یثرب کو مدینہ بنانے کی مہم پر واپس یثرب چلے گئے۔ ۶ اگست [یکم محرم] نبوت کے بارھویں برس کا نقطہ آغاز ہے۔ بارھویں برس کے باقی ایّام آپ سن ۶۲۱ء کے جولین کیلنڈر میں صفحہ ۱۷۶ پر دیکھ سکتے ہیں، اِن ایّام کے دوران بیعت عقبہ اولیٰ منعقد ہوئی تھی۔ اُسی صفحے پر کیلنڈر کو سمجھنے کے لیے ہدایات بھی دی گئی ہیں۔